بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰـهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ :

اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِى فَمَنْ لَّمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِىْ فَلَيْسَ مِنِّىْ ، (ابن ماجه)

نکاح کی شرعی حیثیت

مع اضافات

مرتبہ

شیخ طریقت حضرت مولانا محمد قمر الزمان صاحب الہٰ آبادی دامت برکاتہم

چشتی صابری، نقشبندی مجددی، قادری، سہروردی

ناشر

مکتبہ دار المعارف الہٰ آباد

بی/۶۳۹ وصی آباد، الہٰ آباد، یوپی، الہند ۲۱۱۰۰۳

کتاب سے متعلق ضروری معلومات

نام کتاب	:	نکاح کی شرعی حیثیت مع اضافات
مرتب	:	شیخ طریقت حضرت مولانا محمد قمر الزمان صاحب الہٰ آبادی دامت برکاتہم
تعداد صفحات	:	۴۸ تعداد اشاعت ۲۰۰۰
کمپیوٹر کتابت	:	مولانا فضل محمود فلاحی و محمد عبید اللہ قمر الزمان ندوی
ناشر	:	مکتبہ دار المعارف الہٰ آباد، یوپی، الہند
سن اشاعت	:	رجب المرجب ۱۴۲۴ھ/ستمبر ۲۰۰۳ء
قیمت	:	RS.10

ملنے کے پتے

مکتبہ دار المعارف الہ آباد، بی/۶۳۹، وصی آباد، الہ آباد، یوپی، ۲۱۱۰۰۳

اشرفی کتب خانہ، ۱۴۱/۷ بخشی بازار، الہ آباد۔۔ دار الکتاب دیوبند۔۔ نعیمیہ دیوبند

الفرقان بکڈپو، ۳۱/۱۱۴، نظیر آباد، لکھنؤ۔ زمزم بکڈپو و مسعود پبلشنگ ہاؤس، دیوبند

مکتبہ رحمانیہ، دار العلوم عربیہ اسلامیہ، محمود نگر، کنتھاریہ، بھروچ، گجرات

باسمہ تعالیٰ

عرض ناشر

الحمدللہ علیٰ احسانہ کہ مکتبہ دارالمعارف الٰہ آباد کا اشاعتی سلسلہ جاری ہے۔

ادھر بعض مطبوعات کے ایڈیشن ختم ہوگئے تھے مثلاً ’اقوال سلف حصہ چہارم‘ ’تربیت اولاد کا اسلامی نظام‘ اور ’فیضانِ محبت‘ الحمدللہ انکی دوبارہ اشاعت ہوگئی، اور بعض جدید تالیفات بھی پردۂ عدم سے جامۂ وجود پہن کر منصۂ شہود میں آئیں مثلاً ’معارفِ صوفیہ‘ مرتبہ والدمکرم حضرت مولانا محمد قمرالزمان صاحب الٰہ آبادی دامت برکاتہم اور ’احسن السیر‘ و ’تذکرہ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ‘ مؤلفہ برادرِ مکرم مولانا محبوب احمد قمرالزمان ندوی، یہ ایسی اہم کتابیں ہیں جن کو پڑھ کر بہت سے باذوق لوگوں نے سراہا، اورامت کے عوام وخواص سب کے کئے نفع بخش اور بصیرت افروز ہونے کی شہادت دی۔ **فللّٰہ الحمد و المنہ**

اللہ تعالیٰ سے دعاہیکہ یہ دین کے کام کا سلسلہ جاری رہے اور بعض مفید کتابیں جن کا ایڈیشن ختم ہوگیا ہے مثلاً ’اخلاقِ سلف‘ ’کمالاتِ نبوت‘ مؤلفہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتا بگڈھیؒ اور ’تذکرہ مصلح الامتؒ‘ ازحضرت والدصاحب مدظلہ کے دوبارہ طباعت کی سبیل پیدا فرمائے۔

اور بعض کتابیں کمپوزنگ اور کتابت کے مرحلے میں ہیں مثلاً ’دینی نصاب‘ مترجمہ مکرم حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس صاحب رومیؔ و ’تصفیۃ القلوب‘ اردو ترجمہ ’تزکیۃ النفوس‘ مترجمہ برادرِ مکرم مولانا محبوب احمد قمرالزمان ندوی ’وتربیت اولاد کا اسلامی نظام‘ کا انگریزی ترجمہ ہو گیا ہے جو عنقریب انشاءاللہ تعالیٰ منظر عام پر آرہی ہے۔

زیرِ نظر کتاب (نکاح کی شرعی حیثیت) کا بھی انگریزی ترجمہ بہت جلد ہو جائے گا بلکہ تمام کتب مفیدہ کا انگریزی اور گجراتی میں ترجمہ کرانے کا ارادہ ہے بظاہر یہ کام بہت مشکل اور وقت طلب ہے مگر اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ دشوار نہیں۔

اخیر میں ایک خوشخبری کے ساتھ اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ مکرم والد صاحب مدظلہ نے اخلاق پر ایک بہت جامع اور عمدہ کتاب لکھنا شروع کر دیا ہے جس کا نام ’اخلاق فاضلہ‘ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کی سعی کو قبول فرمائے اور ہمیں سمجھنے وعمل کرنے اور اس کی صحیح قدردانی کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

محمد عبداللہ قمرالزمان قاسمی الٰہ آبادی

خادم مکتبہ دارالمعارف الٰہ آباد

تعارف

از

مکرم جناب حضرت حافظ ڈاکٹر صلاح الدین احمد صاحب صدیقی دامت برکاتہم

(خلیفہ حضرت مصلح الامت مولانا وصی اللہ صاحب قدس سرہٗ)

نکاح کی شرعی حیثیت نامی رسالہ عرصہ دراز سے کافی لوگوں کے دل ودماغ میں اپنی جگہ بنائے ہوئے ہے اور یقینی طور پر وہ اس سے مستفید بھی ہوتے رہے ہیں۔ مزید برآں ترمیم واضافے کے ساتھ دوبارہ سہ بارہ رسالہ کو دیکھ کر بیحد مسرت ہوئی اس پرآشوب دور میں ایسی سنتوں کو زیادہ سے زیادہ عام کرنا تقاضۂ زمانہ کے عین مطابق اور باعث اجرعظیم ہے، یہ رسالہ بطور صدقۂ جاریہ مؤلف کی آخرت کے لئے مقام افزائی کا سبب ہوگا اور اس دنیا میں بھی ہر ناظر خراجِ تحسین پر مجبور ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

یہ کتاب اس قابل ہے کہ اس کو ہر نکاح کی مجلس میں تقسیم کیا جائے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس سے نفع پہونچے، اور لوگ شریعت وسنت کے مطابق نکاح وغیرہ کے اہم مسائل سے واقف ہو جائیں۔

ڈاکٹر صلاح الدین احمد صدیقی عفی عنہ

وصی آباد، الہ آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ طبع اول

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اس حقیر کا معمول ہے کہ نکاح کے موقع پر نکاح سے متعلق کچھ باتیں بیان کردیا کرتا ہے، جسے عموماً عوام وخواص پسند کرتے ہیں، اس لئے جی چاہا کہ ان بیانات کا خلاصہ اس کتابچہ میں پیش خدمت کروں تا کہ ناظرین کرام کو اس سلسلۂ نکاح میں دینی باتیں معلوم ہوں اور عجب نہیں کہ اس کے اثر سے عمل کا داعیہ پیدا ہو اور ان باتوں پر عمل ہونے لگے کیونکہ یہ نکاح ایک شرعی چیز ہے، اس کے اندر خیر وبرکت اسی وقت ہوگی جبکہ یہ نکاح شرعی دائرے اور سنت کے مطابق ہو۔ **وما ذلک علی اللہ بعزیز**

یہ حقیر اس جہد اور خدمت دینی کو اپنی سعادت سمجھ کر اپنے والد ماجد جناب سلطان احمد خاں صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ اور مرشدی حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب الہ آبادی قدس سرہ اور مرشدی حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاپگڈھی حفظہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے، اس لئے کہ انہیں حضرات بابرکات کی تعلیم وتربیت کے طفیل اصلاحی باتوں سے ذوق اور لکھنے پڑھنے کا کسی قدر سلیقہ آیا، اللہ تعالیٰ ان پدرانِ عالی صفات کو اپنی رحمت میں ڈھانپ لے اور جنت الفردوس میں جگہ دے، اور میری اس خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین

محمد قمر الزماں الہ آبادی

۲۷ر رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچۂ طبع ثانی

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الكريم

نکاح کی شرعی حیثیت ایک مختصر رسالہ جس کو تقریباً سولہ سال قبل (۱۴۰۸ھ) میں نے تحریر کیا تھا اسکے دو ایڈیشن طبع ہو چکے تھے، لوگوں نے اس رسالہ کو پسند کیا اور اس کی طلب برابر جاری رہی۔

ادھر کچھ دنوں سے بعض ارباب علم کا تقاضہ ہوا کہ اس کو پھر شائع کیا جائے چنانچہ اس پر نظر ثانی اور مناسب اضافے اور بعض مندرجات کو مزید تفصیل کے ساتھ تحریر کر دیا، اور کچھ مسائل واحادیث کا بھی اضافہ کیا، اور مولانا مفتی زین الاسلام سلمہٗ نے اس میں مناسب مشورہ دیا اور تعاون کیا اسی طرح برادرم مولانا انوار احمد سلمہٗ نے بھی اسکو دیکھ کر اپنا مشورہ دیا اور کسی قدر اضافہ کیا، اور مولانا مقصود احمد سلمہٗ گورکھپوری ومولوی فیروز عالم سلمہٗ نے حسب سابق پورا پورا تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور ہم سب کی سعی کو قبول فرمائے، اور سرمایۂ آخرت بنائے۔ آمین

محمد قمر الزمان الہٰ آبادی

۲۰/ رجب ۱۴۲۴ھ/ ۱۸/ ستمبر ۲۰۰۳ء

نکاح کا خطبہ مسنونہ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰه مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ أَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، واَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ،صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَسَلَّم.

أَمَّا بَعْدُ ! فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ،بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْراً وَّ نِسَاءً ۚ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْباً ﴾

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْداً ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ

رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيْماً ﴾

وَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ

ترجمہ آیات خطبہ

☆......﴿۱﴾ اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا اور اس جاندار سے اس کا جوڑا پیدا کیا، اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے سوال کیا کرتے ہو، اور قرابت سے بھی ڈرو بالیقین اللہ تعالیٰ تم سب کی اطلاع رکھتے ہیں۔

☆......﴿۲﴾ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو (جیسا کہ) اس کے ڈرنے کا حق ہے اور بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا۔

☆......﴿۳﴾ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور راستی کی بات کہو، اللہ تعالیٰ (اس کے صلہ میں) تمہارے اعمال کو قبول کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دیگا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔

غور فرمایئے کہ ان تین آیاتِ مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے چار مرتبہ تقوٰی کا امر فرمایا ہے، اس سے اس اہم امر کی طرف اشارہ ہے، کہ نکاح زن وشو کے درمیان ایک مضبوط عہد و پیمان ہے اور اسکے کچھ حقوق وآداب ہیں اور یہ اسی وقت کما حقہ ادا ہو سکتے ہیں اور دونوں کی زندگیاں حسین وخوشگوار ہو سکتی ہیں جبکہ دونوں کے دلوں کے اندر اللہ کا تقوٰی اور خوف ہو کیونکہ تقوٰی ہی معرفت اور ادائیگی حقوق کا اصل سرچشمہ ہے۔

لہٰذا نکاح کے موقع پر نیز اس کے بعد میاں بیوی بلکہ دونوں کے قبیلہ کو باہم تقوٰی کا لحاظ رکھنا چاہئے، کیونکہ اس کے ہی نہ ہونے کی وجہ سے انتشار اور اختلاف کی صورتیں رونما ہوتی رہتی ہیں۔

دعاء بعد نکاح

بَارَکَ اللّٰهُ لَكُمَا وَ بَارَکَ عَلَيْكُمَا وَ جَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ

اللہ تمہیں برکت دے اور تم دونوں پر برکت نازل کرے اور تم دونوں کا خوب نباہ کرے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰـهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِىْ فَمَنْ لَّمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِىْ فَلَيْسَ مِنِّىْ ، (ابن ماجه)

ترجمہ: حضورﷺ نے ارشادفرمایا نکاح میری سنت سے ہے جوشخص (بلاوجہ شرعی کے)اسکوترک کرے گا وہ ہم میں سے نہیں۔

بزرگواور دوستو! یہ مجلس نکاح ہے اس لئے اس محفل میں نکاح ہی کے متعلق بیان کرنا موزوں ہے، اب اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ ہم اپنی طرف سے کچھ بیان کریں اور دوسری شکل یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق جوارشادفرمایا ہے اس کو آپ حضرات کے سامنے پیش کریں، ظاہر ہے کہ ہم سب کے نزدیک یہی زیادہ محبوب ہوگا اور ہونا بھی چاہئے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق وصفا پر تو ہمارا ایمان ہے، اور آپ کے کسی کلام میں کذب وخطا کا احتمال ہی نہیں، کیونکہ آپ کی ہر بات وحی الٰہی سے ہے جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں سب صحیح اور یقینی ہے۔

اسی لئے تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ روضۂ اقدس کے سامنے کھڑے ہوکر فرمایا کہ ’’ **ما مِنَّا اِلَّا رَدَّ و رُدَّ عَلَيْهِ اِلَّا صاحبُ هذا القبر** ‘‘ یعنی ہم میں کا ہر شخص رد بھی کرتا ہے اور خوداس پر بھی رد کیا جاتا ہے مگر اس قبر مبارک کے صاحبﷺ پر، اس لئے کہ آپ کا ہر ہی قول قابل قبول ہے، رد کا سوال ہی نہیں۔

چنانچہ آپ کی محبوبیت پر یہ بین ثبوت ہے کہ آپ کے ہر قول وعمل کو کسی نہ کسی امام یا جماعت نے اپنا معمول بنایا ہے، مثلاً نماز میں کوئی آمین بالجہر کہتا ہے، کوئی نہیں، کوئی رفع یدین کرتا ہے اور کوئی اس کا قائل نہیں، غرض اس طرح کے بہت سے مسائل ہیں

آپ حضورﷺ کے ارشاد پاک کوملاحظہ فرمائیے کہ کس قدر جامع ہے کہ اس میں نکاح کی مدح اوراسکی طرف ترغیب تو ہے ہی مزید بلاسبب اس کے ترک پر وعید بھی ہے، اور ایک قومی رسم اور عمومی عادت کو مشروع ہی نہیں بلکہ محمود قرار دیا ہے، اور نبی کریمﷺ نے اپنی سنت کا تاج پہنا کر تحت الثریٰ سے اوجِ ثریا تک پہنچا دیا ہے اور ایک خالص رسم وعادت کو طاعت وعبادت کا شرف بخشا ہے۔

لہٰذا، یومِ نکاح جس طرح عام عرف کے اعتبار سے یوم مسرت ہے

ویسے ہی از روئے شرع بھی یوم شادمانی ہے اس لئے کہ اس عمل سے ایک سنت مبارکہ کی ادائیگی کی دولت نصیب ہو رہی ہے، لہٰذا ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ ایک عبادت کی توفیق ہو رہی ہے۔

ہاں مگر ایک بات یہ مستحضر رکھنی چاہئے کہ اسلام ہر موقع پر توسط و اعتدال کو پسند کرتا ہے، اس لئے شادی وشادمانی کے موقع پر حدودِ شرع سے تجاوز نہ کرنا چاہئے، یعنی اس میں شریعت وسنت کے خلاف کسی امر کا ارتکاب ہرگز نہ ہونا چاہئے، کیونکہ یہ یقیناً اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی ناراضی کا سبب ہوگا۔

خود انصاف کیجئے کہ ہماری شادی خانہ آبادی سے سب اعزاء و احباب تو خوش ہوں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سنت وشریعت کی نافرمانی کی وجہ سے ناراض ہوں تو بھلا اس رشتہ میں کیسے برکت ہوگی اور کیسے رحمت کا نزول ہوگا؟

اس کو یوں سمجھئے کہ فجر کی سنت کو اگر سنت کے طریقہ پر ادا کریں گے تو یقیناً موجبِ اجروثواب ہے لیکن اگر اس کے خلاف ادا کریں گے تو اس سے اجروثواب اور اللہ تعالیٰ کا قرب وقبول کا کیا سوال، گناہ اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہوگا، بالکل اسی طرح سنتِ نکاح کو سمجھئے کہ اس کو

نبی کریم ﷺ کے طریقہ کے مطابق ہی ادا کرنے پر سنت کا اجروثواب اور فضل وشرف حاصل ہوگا، ورنہ نہیں۔

لہٰذا آپ حضرات اگر سنت کے مطابق شادی بیاہ کریں گے تو یقیناً اس رشتہ میں خیروبرکت محسوس کرینگے، اس کی برکت سے میاں بیوی ہی میں نہیں بلکہ ہر ایک کے قبیلوں میں بھی صحیح معنوں میں میل محبت، ہمدردی وغمخواری کی صورت قائم ہوگی، ورنہ تو اس کا نتیجہ مثل آفتاب کے روشن ہے کہ رشتہ ہوتے دیر نہیں لگتی کہ علیحدگی کی نوبت آجاتی ہے، العیاذ باللہ تعالیٰ۔

سنئے! ہمارا مذہب تو وہ ہے کہ اگر صحیح طور سے شادی بیاہ کرنے لگیں اور جہیز کی مانگ، بارات کی طلب، پھر اس کے اندر بے جا مطالبات وغیرہ کو ترک کردیں تو غیر قوموں کے منہ میں پانی آنے لگے اور اس سادگی اور آسانی کے شیدائی ہوجائیں اور عجب نہیں کہ حلقۂ اسلام میں داخل ہوجائیں اسلئے کہ عموماً یہ لوگ اپنے معاشرہ سے تنگ آچکے ہیں جیسا کہ آئے دن کے واقعات سے ظاہر ہے۔

تعجب کی بات ہے کہ اس ترقیاتی دور میں کچھ ایسے خردماغ لوگ بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کے حق میں قصور وکوتاہی کی ہے،

توبہ توبہ! کس قدر اندھیر ہے، اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ اسلام کی ابتدائی بنیادی باتوں سے بھی ان لوگوں کو واقفیت نہیں، یا اسلام سے بغض وعناد نے ان کو اندھا بنا رکھا ہے کہ اسلام کی خوبیوں کا اعتراف تو کیا اس کے خلاف بات کرنے سے بھی باک نہیں کرتے، العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اس لئے اب مزید ضرورت ہے کہ مسلمان اسلام کی خوبیوں کو اپنے علم وعمل سے اُجاگر کریں، اور اسلام کی بنیادی کتابوں کا مطالعہ کریں، اور اس کی اشاعت کریں، تاکہ اغیار تک اسلامی احکام وتعلیمات پہنچیں اور بدگمانیاں دور ہوں۔

مگر افسوس کہ ہمیں ہی کب ہمت وفرصت ہے کہ ہم ان کتابوں کو خریدیں اور مطالعہ کریں، جب کہ یہی مسلمان سینکڑوں روپیہ افسانوں اور ناولوں کی خریداری میں صرف کرتے ہیں، اور گھنٹوں ان مخربِ اخلاق لٹریچر کے دیکھنے میں اپنا وقت ضائع کرتے ہیں، بلکہ ٹی وی کی خریداری میں ہزاروں روپئے خرچ کرکے اپنے اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کا ایندھن بنانے کے لئے کمربستہ نظر آتے ہیں۔ پس جب یہ حال ہم مسلمانوں کا ہے تو پھر اغیار سے شکوہ وگلہ کا کیا سوال؟

لہٰذا اب ذرا آپ خود اپنے مکمل دین اسلام کی تعلیم سنئے! جس کے

متعلق اعدائے اسلام یہ اعلان کرتے نہیں شرماتے کہ اسلام نے عورتوں کے حق میں قصور کیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (اور عورتوں کے لئے بھی حقوق ہیں جو کہ مثل ان ہی حقوق کے ہیں جو ان عورتوں پر ہیں، قاعدہ (شرعی) کے موافق۔

یعنی نفس حقوق کے اعتبار سے مرد وعورت برابر ہیں، مگر چونکہ استعداد وصلاحیت کے اعتبار سے بیّن فرق ہے اس لئے مردوں کو عورتوں پر امیر بنایا ہے تاکہ گھر کا نظام بخیر وخوبی انجام پاتا رہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ﴾ (مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے۔)

ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ مردوں اور عورتوں دونوں ہی کے خالق ہیں، اور ان کی صلاحیتوں کو بھی وہی پیدا کرنے والے ہیں، اسی علم وخبر کے مطابق اللہ جل شانہ نے مردوں کو عورتوں پر بلحاظ حکومت ونظامت کے فوقیت عطا فرمائی ہے، تو پھر اس میں اشکال کی کیا گنجائش ہے؟ اسلئے کہ

جب ماہرینِ فن چند منٹ کے انٹرویو سے امتحان میں طالبین کی صلاحیت واستعداد کا پورا اندازہ لگا لیتے ہیں اور اس کے مطابق فیصلہ کر کے منصب سپرد کرتے ہیں جس کو سب لوگ تسلیم کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جو علیم وخبیر ہے وہی اپنے بندوں کو نہ جانیں گے کہ کس کے اندر کیا صلاحیت ہے اور کون کس کام کے لائق ہے؟

﴿ اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَ هُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ﴾ (اور بھلا) کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے اور وہ باریک بیں اور پورا باخبر ہے۔

اب اس کے بعد شریعت اسلامیہ کی جامعیت کو ملاحظہ فرمائیے کہ مردوں کو اس امارت وحکومت میں بھی آزاد نہیں چھوڑا کہ جو چاہیں عورتوں کے ساتھ معاملہ رَوا رکھیں، بلکہ ان کو حسن معاشرت کا پابند بنایا اور ارشاد فرمایا:

﴿ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾ (اور ان عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گذران کیا کرو۔)

اس سے اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا کہ عورتوں کی محافظت ونگرانی محبت و شفقت سے ہونی چاہئے گویا حکومت وسرپرستی کے مفہوم میں ان کے

ساتھ مروت اور محبت کا برتاؤ داخل ہے یعنی ظلم وزیادتی نہ ہونا چاہئے۔

لہٰذا غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ ﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ ﴾ اگر شریعت کا کمال ہے تو ﴿ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾ اس کا جمال ہے، اسی طرح ﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ ﴾ اگر حسنِ نظام ہے تو ﴿ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾ اس کا حسنِ اخلاق ہے، اس لئے جب تک گھروں میں بلکہ میں کہتا ہوں کہ عام حکومتوں میں یہ دونوں چیزیں یعنی حسنِ نظم وحسنِ خُلق نہ ہوں گی خیر و صلاح کا تصور ہی فضول ہے، اور جب تک ضابطہ کے ساتھ رابطہ کی شمولیت نہ ہوگی اس وقت تک امن وامان، سکون واطمینان کا خیال ہی بالکل لغو و باطل ہے، لہٰذا ساری دنیا جو یقیناً عافیت واطمینان کی خواستگار ہے اسکو اس دینِ مستقیم (جو دین ودنیا کے فلاح کا ضامن ہے) کو اختیار کرنا لازم ہے۔ واللہ الموفق

لہٰذا پہلے خود مسلمانوں کو ان تعلیماتِ اسلام کو سمجھنا ہی نہیں بلکہ اس پر عمل پیرا ہونا چاہئے تاکہ خود ان کو صلاح وفلاح نصیب ہو اور ان کو دیکھکر دوسرے بھائیوں کو اسلام کی طرف رغبت ہو۔

زن وشو کے تعلقات کی نوعیت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ﴾ (یعنی عورتیں تمہارے لئے بمنزلۂ لباس کے ہیں اور تم ان کے لئے بمنزلۂ لباس کے ہو۔)

اب ذرا اس انتہائی بلیغ کلام کی مختصر سی تشریح ملاحظہ فرمایئے:

☆......﴿۱﴾ لباس کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ وہ آدمی کے جسم کے لئے ساتر ہوتا ہے، ٹھیک اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کے جنسی جذبات کے لئے پردہ فراہم کرتے ہیں۔

☆......﴿۲﴾ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ وہ زینت ہے، انسان لباس کے ذریعہ آرائش وزیبائش سے اپنے کو آراستہ کرتا ہے، اور تہذیب وتمدن کے میدان میں اس کے واسطہ سے قدم رکھتا ہے، غور کیجئے تو یہی چیز بلکہ اس سے بلند درجہ میں عورت کو مرد سے اور مرد کو عورت سے حاصل ہوتی ہے۔

چنانچہ مرد اگر بیوی سے محروم ہو تو مسافر بلکہ خانہ بدوش سا بن جاتا

ہے، اسی طرح عورت اگر شوہر سے جدا یا اس سے محروم ہو تو اس کے سارے احساسات مردہ ہو جاتے ہیں، یہ مرد وعورت کا باہمی ارتباط وتعلق ہی ہے جس کے صدقے میں گھریلو زندگی کی وہ تمام رونقیں اور بہاریں ہمیں نصیب ہیں جن کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔

☆......﴿۳﴾ لباس کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ وہ سردی وگرمی کی سختیوں اور دشمن کے بہت سے حملوں اور خطرات سے آدمی کو محفوظ رکھتا ہے، اخلاقی پہلو سے ٹھیک یہی حال عورت کا مرد کے لئے اور مرد کا عورت کے لئے ہے، چنانچہ ایک عارف کا قول ہے کہ سفر وحضر میں عورت کو گلے کا تعویذ بناؤ تاکہ شیطان ونفس کے حملوں سے محفوظ رہو۔

دیکھئے! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کس قدر بلیغ عنوان سے عورت کو زیب وزینت بلکہ ضرورت کے لحاظ سے مثل مرد کے قرار دیا، یہ نہیں کہ صرف عورت ہی مردوں کی محتاج ہے بلکہ خود مرد بھی عورتوں کے ضرورت مند ہیں۔ (ماخوذ تدبرِ قرآن)

لہٰذا اب بھی مخالفینِ اسلام عورتوں کے حق میں اسلام کو قصوروار بتلائیں تو اس کو سوائے کور باطنی کے کیا کہا جائے! کیا ان کو معلوم نہیں ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہی نے زندہ درگور کرنے کی رسم کا قلع قمع فرمایا، اور

خودکشی، ستی وغیرہ کی رسموں کو بالکلیہ غلط وحرام قرار دیا، عورتوں کو ماں باپ کی جائیداد میں حصہ دلایا، اور شوہر کے ذمہ نان ونفقہ کو واجب قرار دیا اور اس کو خود اپنی جائیداد میں آزاد رکھا کہ اس کو جہاں چاہے جائز مصرف میں صرف کرے یا جمع رکھے، وغیرہ وغیرہ۔

۲۳ ہدایات

☆......﴿۱﴾ والدین کو چاہئے کہ بہو، یا داماد کے انتخاب میں ان کے دین اور حسن اخلاق کا خاص لحاظ رکھیں، ہاں اگر اس کے ساتھ حسب ،نسب اور حسن وجمال کی رعایت ہوجائے تو نور علیٰ نور ہے۔

☆......﴿۲﴾ لڑکے کی طرف سے مال ومتاع کی طمع ولالچ، جہیز و جائیداد کا مطالبہ قطعاً جائز نہیں ہے، اسی طرح لڑکی والوں کیلئے جہیز کے دینے میں غلو ومبالغہ اور اس کا مظاہرہ بالکل روا نہیں ہے اسلئے کہ اس سے غریبوں کی دل شکنی اور انکی بچیوں کی شادی میں کلفت وتنگی ہوتی ہے بلکہ بہت سی بچیاں ماں باپ کے جہیز کے انتظام سے مجبوری کی بنا پر بیٹھی رہ جاتی ہیں۔

☆......﴿۳﴾ اس وقت بارات کا رواج بڑھتا ہی جارہا ہے جو محض قومی

رسم ورواج ہے جس کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں، لہٰذا اس کا ترک کرنا ہی زیادہ موزوں ہے اور اگر اس میں خرافات اور فضولیات کی شمولیت ہو تو پھر اس کی قباحت وشناعت بالکل عیاں ہے جیسا کہ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ آج کل مسلم وغیر مسلم کی باراتوں میں فرق کرنا مشکل ہوگیا ہے۔

چنانچہ محدثِ کبیر حضرت مولانا بدر عالم صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ ترجمان السنہ میں ایک حدیث کی شرح کے تحت یوں تحریر فرما رہے ہیں کہ:

’’شادی کی بہت سی رسمیں اباحت کا درجہ رکھتی ہیں اگر اعتدال کے ساتھ ادا کی جائیں اور شریعت کے حدود سے باہر نہ ہوں اور خوشی کے موقع پر خوشی منانا اگر مقصود ہے تو ان پر ثواب مل سکتا ہے لیکن ایسے انسان بہت کم ہیں جو مسرت اور غم میں اعتدال کی حالت قائم رکھ سکیں اس لئے وہ خدا کی اس وسعت سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور مباحات کو محرمات بنا کر چھوڑتے ہیں اس پر طرہ یہ کہ وہ اسی خیال میں سرشار رہتے ہیں کہ ہم نے مباحات کے حدود سے قدم باہر نہیں نکالا حالانکہ ان کو یہ خبر نہیں ہے کہ حدود شرعیہ سے ذرا تجاوز کرنے سے وہی مباحات محرمات کا حکم اختیار کرلیتے ہیں۔(ترجمان السنہ ج ۱/ص ۳۲۵)

☆......﴿۴﴾ نکاح کا اعلان ہونا چاہئے، اور مسجد میں ہونا مسنون ہے جیسا کہ حدیث میں ہے **اعلنوا ھذا النکاح واجعلوہ فی المساجد**، اور ماہ شوال اور یوم جمعہ کی رعایت ہوجائے تو محمود ہے۔

☆......﴿۵﴾ خطبۂ نکاح کو بغور سننا چاہئے، اور اگر کوئی عالم اس سلسلہ میں بیان کرے تو ہمہ تن گوش ہوجانا چاہئے، اس طرح مجلس نکاح گویا مجلس ذکر و تذکیر ہوجائیگی اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ذکر کی وجہ سے اس رشتہ میں خیر و برکت کی شمولیت ہوجائے گی۔

☆......﴿۶﴾ اثنائے نکاح میں تصویر کشی، فلم سازی یہ کسی طرح روا نہیں لہٰذا اس کی وجہ سے محفلِ نکاح کو رحمتِ الٰہی سے دور و محروم نہ کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ**۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت نیکوکاروں کے قریب ہے)

☆......﴿۷﴾ نکاح کے بعد چھوارے، خرمے یا کھجور لٹانا یا تقسیم کرنا چاہئے، مگر آداب مسجد کا لحاظ کرنا چاہئے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر تقسیم پر اکتفاء کرنا چاہئے، مسجد میں شکر تو ہرگز نہ لے جائے تا کہ اسکے گرنے سے مسجد کا فرش خراب نہ ہوجائے کیونکہ بہت سے غیر معتدل لوگ لوٹ گھسوٹ سے باز نہیں آتے ہیں، جس کی وجہ سے مسجد لہو ولعب، شوروغل

کا شکار ہوجاتی ہے۔

☆......﴿۸﴾ شب عروسی گذارنے کے بعد اپنے عزیزوں، دوستوں، رشتہ داروں اور مساکین کو دعوت ولیمہ کا کھانا کھلانا سنت ہے، (ترمذی) ولیمہ چونکہ سنت سے ثابت ہے اسلئے اس کے اندر اہتمام اپنی حیثیت کے لحاظ سے مستحسن ہے، قدرت نہ ہونے کی صورت میں تھوڑا کھانا چند لوگوں کو کھلا دینا بھی کافی ہے، ولیمہ میں نیت بھائیوں کے قلوب کو خوش کرنا اور سنت نبوی کی اتباع ہونی چاہئے۔

اور جس ولیمہ میں غریب نہ شریک کئے جائیں اور محض نام و نمود کے لئے کیا جائے، اس میں خیر و برکت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غصہ کا سبب ہے۔ (زادالمعاد، بہشتی زیور)

☆......﴿۹﴾ شوہر کو چاہئے کہ زوجہ کے لئے نان ونفقہ اور رہنے کے لئے مکان کا انتظام کرے، اور انتہائی شفقت و محبت کا برتاؤ کرے، اگر اس کی کم فہمی یا کج خلقی سے اذیت پہنچے تو برداشت کرے اور نرمی سے سمجھاتا سکھلاتا رہے۔

☆......﴿۱۰﴾ گھر کے معاملات میں خصوصاً بچوں کی شادی بیاہ کے سلسلہ میں اس سے مشورہ کرتا رہے، اس میں اس کی خاطر داری اور دل

جوئی ہے جو باہم باعث محبت والفت ہے۔

☆......﴿۱۱﴾ شوہر کی ذمہ داری ہے کہ اپنی بیوی بچوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرے، نماز، روزے کے مسائل سکھلائے اور بری باتوں سے منع کرے، مثلاً بے پردگی، سینما بازی، ٹی وی دیکھنا وغیرہ، اسی طرح غلط مقامات پر جانے اور فحش کتابوں کے پڑھنے سے بھی باز رکھے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْآ اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَاراً﴾ (اے ایمان والو! تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ)

اسی آیت کے تحت حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا، یعنی انکو دینی تعلیم وتربیت کے ذریعہ آگ سے بچاؤ۔ (تربیت اولاد مؤلفہ مصلح الامتؒ)

اور رسول اللہ ﷺ نے گویا اسکی شرح میں یوں ارشاد فرمایا:

اِعْمَلُوْ ابِطَاعَۃِاللّٰہِ وَاتَّقُوْ امَعَاصِی اللّٰہِ وَمُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِاِمْتِثَالِ الاَوَامِرِ وَاجْتِنَابِ النَّوَاھِی فذٰلِکَ وقایۃٌلَّھُم ولکُمْ مِنَ النَّارِ، (ابن جریر وابن المنذر)

ترجمہ: اللہ کے حکم کی فرمانبرداری کرو اور اس کی نافرمانی سے بچو اور

اپنی اولاد کو نیکیوں کا عمل کرنے اور برائیوں سے بچنے کا حکم کرو (اگر تم ایسا کروگے تو) یہ انکے لئے اور تمہارے لئے آگ سے بچاؤ کا سامان ہوگا۔ (ماخوذ از تربیتِ اولاد کا اسلامی نظام للمؤلف)

ان اللـه سائل کل راعٍ عمّااسترعاہ حفظ ام ضیّع حتّی یسئل الرجل عن اھل بیتہٖ (ابن حبان/ واز تربیت اولاد کا اسلامی نظام للمؤلف)

ترجمہ: بیشک اللہ ہر ذمہ دار سے اسکی رعیت کے بارے میں سوال کریگا کہ ان کی حفاظت کی، یا ضائع کر دیا؟ یہانتک کہ آدمی سے اسکے گھر والوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

☆......﴿۱۲﴾ اسی طرح بیوی کو شوہر کی اطاعت کا بے حد اہتمام کرنا چاہیئے تا کہ شوہر اس سے خوش رہے، اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو عورت اس حال میں وفات پائے کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور خوش ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (ترمذی)

☆......﴿۱۳﴾ نیز میاں بیوی کو چاہیئے کہ والدین کی خدمت ونصرت کا خاص لحاظ رکھیں، اور اس نئے رشتہ کی وجہ سے پرانے رشتوں کے حقوق کو فراموش نہ کریں، اسی طرح چچا، چچی، خالہ، پھوپھی، بھائی وبہن کے حقوق کی رعایت بھی لازمی وضروری ہے۔

☆ ...... ﴿١٤﴾ ہاں! یہ بتاکید عرض ہے کہ مرد جذبہ میں آکر طلاق نہ دیا کریں، خاص طور سے تین طلاق، تو اس سے بہت پرہیز کریں اور نہ بیوی بات بات پر طلاق کا مطالبہ کرے، اس لئے کہ عموماً بعد میں دونوں ہی کو پچھتانا پڑتا ہے اور گھر ویران اور بچے برباد ہوجاتے ہیں اور غیر قوموں کو مذہبِ اسلام پر ہنسنے کا بھی موقع ملتا ہے۔

☆ ...... ﴿١٥﴾ شادی بیاہ کے موقع پر کھانے کی بڑی ناقدری و بے حرمتی کی جاتی ہے اس کی قطعاً اجازت نہیں ہے اس لئے کہ یہ کفران نعمت ہے۔

☆ ...... ﴿١٦﴾ نیز سنت کے مطابق کھانا فرش پر کھانا چاہئے مگر اب عموماً طریق سنت کے خلاف میز کرسی پر کھایا جاتا ہے جس سے خواص امت کو تو بہت زیادہ بچنا چاہئے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ بدعت مسلمانوں میں بھی رائج ہورہی ہے کہ کھڑے کھڑے چل پھر کر کھانے کو فیشن سمجھا جاتا ہے، ظاہر ہے کہ یہ طریقہ اسلامی تو کیا اسکو غیر انسانی کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

بات یہ ہے کہ دشمنان دین جن کے ہم میں سے کچھ لوگ دلدادہ ہیں وہ جو کردار بھی اختیار کرتے ہیں اور اسکی الٹی سیدھی جو حکمت و مصلحت

بیان کرتے ہیں اس کو یہ لوگ بلاتوقف تسلیم کرتے ہیں بلکہ عمل بھی شروع کردیتے ہیں خواہ وہ اسلام وسنت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اسکی پرواہ نہیں کرتے۔

چنانچہ اس طرح سے کھانا کھلانا خلافِ سنت تو ہے ہی، مزید اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ بہت سے ضعیف و ناتواں، عورت و مرد کھانے تک پہنچ بھی نہیں پاتے اور بھوکے ہی گھر واپس آجاتے ہیں، توبہ توبہ! یہ بھی کوئی دعوت ہے۔

تعجب ہے کہ یہ طریقہ وہ لوگ اختیار کرتے ہیں جو عرف میں دانشمند کہلاتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ ایسی عقل ودانشمندی کس کام کی جو شریعت وسنت کے خلاف عمل کو روا رکھتی ہے اس لئے بجا طور پر یہ مصرع پڑھا جاسکتا ہے ع بریں عقل ودانش بباید گریست۔ یعنی ایسی عقل ودانش پر رونا چاہئے

☆ ...... ﴿١٧﴾ عورت کو پردے کا بہت اہتمام کرنا چاہئے، اس لئے کہ بے پردگی میں بے حد فتنہ ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ’عورت‘ ’عورۃ‘ ہے (مخفی چیز) جب وہ بے پردہ نکلتی ہے تو شیطان اس کو تکتا ہے۔ (ترمذی)

☆......﴿۱۸﴾ اسطرح خاص طور پر شادی کے موقعہ پر عورتوں کا بناؤ سنگار کر کے زیب وزینت کے ساتھ نیم عریاں لباس پہن کر یا عورتوں کو مردوں کا لباس زیب تن کر کے بے حجاب شرکت کرنا اور میک اپ کے غیر شرعی طریقوں کو اختیار کرنا، اور زیورات، مہندی، خوشبو کی نمائش کرنا بہت سخت گناہ ہے، بعض چیزوں پر تو اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت بھیجی ہے، بعض چیزوں کے کرنے سے عورت کی نماز، وروزہ قبول نہیں ہوتا، اور بعض چیزیں مثلاً نیل پالش کے لگانے سے وضو ہی درست نہیں ہوگا کہ خدانخواستہ نیل پالش لگے ہونے کی حالت میں اگر انتقال ہو جائے تو اسکا غسل ہی صحیح نہیں ہوگا۔ العیاذ باللہ

فیشن پرستی میں جو حد سے زیادہ ترقی پائی جارہی ہے، یہ اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی ہے، اور حفظانِ صحت کے لحاظ سے بھی مضر ہے، چنانچہ ایک یورپی مفکر کا اعتراف ہیکہ فیشن اور رونق کی دنیا نے ہمیں صرف دھوکا اور فریب دیا ہے، میک اپ عورتوں کے حسن کے لئے تھا لیکن جتنا نقصان اس نے حسنِ نسواں کو دیا ہے شاید ہی کسی چیز نے دیا ہو، جنگوں نے ماحول اور حالات بدلے، بارود نے تباہ کاریوں کی انتہا کر دی، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اسکا نقصان کم ہے بہ نسبت اس نقصان

کے جو میک اپ سے ہوا ہے۔

(ماخوذ از رسالہ الفرقان بابت ستمبر ۲۰۰۳ء بحوالہ سنتِ نبوی اور جدید سائنس)

☆......﴿۱۹﴾ چونکہ یہ دور، دورِ فتنہ ہے اس لئے اپنے سگے بہنوئی اور دیور سے بھی پردے کا اہتمام ہونا چاہئے۔

الغرض عورت کا پس پردہ رہنا ہی اس کا باطنی حسن و جمال ہے، اور شرم وحیا کے ساتھ رہنا اسکا دینی کمال ہے، بازاروں کی چمک دمک بننا اور دوکانوں پر ساہوکار بن کر بیٹھنا اور فحش لٹریچروں کی زینت بننا اور فساق وفجار کی بدنظری سے مجروح و بے آبرو ہونا کہاں کی شرافت ہے؟ عورت کا شرف و کمال تو اس میں ہے کہ اپنے شوہر کے ویرانہ (جھونپڑی) کو ہی کاشانۂ سلیماں سمجھے کہ ۔

یہی باغ ہے اپنا یہی میداں اپنا

ہاں! اب اخبارات ورسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ترقی یافتہ ممالک کی عورتیں جو مردوں کے دوش بدوش چلنے کو فخر محسوس کرتی تھیں وہ اس کے مضر اثرات سے نالاں ہیں اور مرد بھی اس روش وتہذیب سے حیران و پریشان ہیں، اللہ کرے کہ عملی میدان میں بھی اس کے آثار

نمایاں ہوں تو شاید ہمارے یہاں کے ترقی پسند مردوں وعورتوں کے لئے
باعث عبرت ونصیحت ہو۔ واللہ الموفق

☆ ...... ﴿۲۰﴾ ماں باپ کوبھی صلاح ونیکی اختیار کرنا چاہئے اسلئے کہ انکی نیکی کا اثر اولاد پر بھی پڑتا ہے خصوصاً ماں کی دینداری کا بچوں پر بہت اثر پڑتا ہے، چنانچہ حال کے بزرگوں کی سوانح حیات کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی مائیں نیک وصالحہ تھیں، جیسے حضرت مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ بانیٔ جماعت تبلیغ، حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن ندوی صاحبؒ ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو۔

☆ ...... ﴿۲۱﴾ والدین کو اپنی اولاد کو حقوق زوجین کی ادائیگی کی تعلیم وتاکید کرنی چاہئے اسلئے کہ دیکھا جاتا ہے بعض جگہ مسجد میں نکاح کی سنت تو ادا کی جاتی ہے مگر حقوق زوجین کی معرفت واہمیت نہونے سے آئے دن فساد واختلاف کی نوبت آتی رہتی ہے، بلکہ بعض مائیں تو اپنی بچیوں کو دین واسلام کے خلاف تربیت دیتی ہیں جسکی وجہ سے معاملہ اور خراب ہوجاتا ہے جیسا کہ اس کا تجربہ ہوتا رہتا ہے۔

☆ ...... ﴿۲۲﴾ نکاح جس قدر کم صرفہ میں ہوجائے اتنا ہی وہ نکاح برکت والا ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ برکت کے اعتبار سے سب سے بڑھا ہوا نکاح وہ ہے جس میں بوجھ کم سے کم پڑے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۶۸)

☆ ...... ﴿۲۳﴾ مہر مقرر کرنے میں نہ تو بہت بڑھ چڑھ کر رقم مقرر کرنا چاہئے کہ جسکو شوہر ادا ہی نہ کرسکے، صرف فخر ومباہات مقصود ہو، اور نہ بہت ہی کم مقدار مقرر کرنا چاہئے جس سے لڑکی کی بے وقعتی وناقدری معلوم ہوتی ہو۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے لوگو! عورتوں کا مہر مقرر کرنے میں بہت غلو مت کرو اس لئے کہ اگر غلو کرنا دنیا میں کوئی عزت کی چیز ہوتی اور آخرت کے اعتبار سے کوئی تقوی کی بات ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اسکو ضرور اختیار کرتے، حالانکہ آپنے اپنی اکثر ازواجِ مطہرات اور بناتِ طاہرات کا مہر تقریباً ۵۰۰ درہم مقرر فرمایا۔ (مشکوٰۃ ص ۲۷۷)

فضائلِ نکاح

حضرت انسؓ سے روایت ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ نکاح کرلیتا ہے، وہ آدھا دین کامل کرلیتا ہے، اوراسکو چاہئے کہ بقیہ نصف دین میں اللہ تعالٰی سے ڈرتا رہے۔ (مشکوٰۃ ص۲۶۸)

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی مسلمان نے اللہ کے تقوے کے بعد نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز حاصل نہیں کی، اگر شوہر اسکو کسی بات کا حکم کرے تو وہ اسکا کہنا مانے اور جب شوہر اسکی طرف دیکھے تو وہ (اپنے حسنِ انداز سے) اسکو خوش کردے، اوراگر شوہر کسی بات پرقسم کھالے توبیوی اسکی قسم پوری کردے، اوراگر شوہر کہیں چلاجائے توبیوی اسکی غیرحاضری میں اپنی ذات اور شوہر کے مال میں خیرخواہانہ طرز اختیار کرے۔ (مشکوٰۃ ص۲۶۸)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کو (تمہاری لڑکی کیلئے) ایسا کوئی شخص پیغامِ نکاح دے جسکی دینداری اوراخلاق کو تم پسند کرتے ہوتو (پیغام کو منظور کرکے) اسکے ساتھ نکاح کردو، اگر تم ایسا نہ کروگے توروئے زمین میں بہت فتنہ اورفساد

(بے حیائی اور فسق و فجور کی شکل میں) پیدا ہوجائیں گے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص ہیں جنکی مدد کرنے کو اللہ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے (یعنی ضرور انکی مدد کریگا) ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہے، جو پاکدامنی حاصل کرنے کے لئے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص۲۶۸)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا کی ساری ہی چیزیں فائدہ حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں، ان میں بہتر وعمدہ چیز نیک عورت ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہیکہ عورت سے نکاح کرنے میں چار چیزیں وجہ ترجیح بنتی ہیں، مال، حسب ونسب، حسن وجمال، دینداری واخلاق، تم دینداری اوراخلاق کو وجہ ترجیح بناؤ (اسی طرح لڑکے کے انتخاب میں بھی دینداری وخوش اخلاقی کا بھرپور خیال کرنا چاہئے)۔

نکاح کے اقسام

فرض:

حنفیہ کے نزدیک غلبۂ شہوت میں اگر یہ یقین ہوکہ بغیر نکاح کئے زنا میں مبتلا ہوجاؤنگا تو فرض ہے۔

واجب:

غلبۂ شہوت کے وقت اگر زنا میں مبتلا نہ ہونے کا یقین ہوتو نکاح کرنا واجب ہے۔

فرض وواجب کی ان دونوں صورتوں میں شرط یہ ہیکہ مہر ونفقہ کا مالک ہو، اگر مہر ونفقہ کا مالک نہ ہوتو نکاح کا ترک کرنا گناہ نہیں ہے، بلکہ اس کو چاہئے کہ بکثرت روزہ رکھے اس سے انشاءاللہ شہوت میں اعتدال کی صورت پیدا ہوگی جیسا کہ حدیث میں ہے۔

عن عبداللہ بن مسعودؓ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر الشباب! من استطاع منکم الباءة فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء (متفق علیہ)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے نوجوانوں کی جماعت! جوتم میں سے شادی کرنے کی قوت واستطاعت رکھتا ہے تو اسے شادی کرلینا چاہئے کیوں کہ اس سے نگاہ نیچی رہتی ہے (یعنی بدنظری سے حفاظت ہوتی ہے) اور پاکدامنی حاصل ہوتی ہے اور جونکاح کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اس کو (بکثرت)

روزے رکھنا چاہئے یہ اس کی شہوت کو توڑ دیگا۔ (مشکوٰۃ ص ۲۶۷)

سنتِ مؤکدہ:

حالت اعتدال میں یعنی ہمبستری کی قدرت ہو، اور مہر ونفقہ ادا کرسکتا ہوتو نکاح کرنا سنتِ مؤکدہ ہے، ترک کرنے سے گنہگار ہوگا۔

عبادت:

اور اگر زنا سے بچنے اور افزائشِ نسل کی نیت سے نکاح کرے گا تو ثواب ہوگا، یہ ایسی عبادت ہے جو آدم علیہ السلام سے لیکر تمام انبیاء کے دور میں رہی اور قیامت تک رہے گی، پھر جنت میں بھی یہ عبادت باقی رہے گی۔ (امداد الفتاوٰی ص ۲۵۰ ج ۲ نقلاً عن الشامی)

مکروہ:

اگر کوئی شخص سخت مزاج ہو جس کی وجہ سے بیوی پر زیادتی اور ظلم کا اندیشہ ہوتو ایسی صورت میں نکاح کرنا مکروہ ہے۔

حرام:

اور اگر اپنے مزاج کی سختی وخرابی کی وجہ سے بیوی پر ظلم کرنے کا یقین ہوتو نکاح کرنا حرام ہے۔ (ماخوذ از مظاہرِ حق ص ۱۰۶، ج ۳)

اجازت

ولئ قریب مثلاً والد لڑکی سے اس طرح اجازت لے، میں تمہارا نکاح فلاں ابن فلاں (ایسا نام ونشان بتلائے جس سے لڑکی کو پہچان ہوجائے) کے ساتھ اتنے روپیہ سکۂ رائج الوقت معجّل (نقد) یا مؤجل (ادھار) کے عوض کئے دیتا ہوں (اور اگر کچھ ادھار اور کچھ نقد ہو تو اسکی صراحت کردینی چاہئے) اس پر اگر غیر شادی شدہ لڑکی خاموشی اختیار کرے، یا آہستہ سے رونے لگے، یا زبان سے ''ہاں'' کہدے تو اجازت ہوگئی، البتہ اگر ولئ قریب کے علاوہ کوئی اور شخص اجازت لے رہا ہے تو لڑکی کا زبان سے بولنا ضروری ہے، اسی طرح جس عورت کا دوسرا انکاح ہورہا ہو اسکو زبان سے بولنا ضروری ہے۔

نکاح کے ارکان اور شرائط

نکاح کے رکن دو ہیں (۱) ایجاب (۲) قبول۔ جن کے بغیر نکاح شرعاً منعقد نہیں ہوتا۔

نکاح کے سلسلہ میں مرد وعورت یا اس کے ولی یا وکیل میں سے پہلے جو یہ کہے کہ میں نے تم سے نکاح کیا، شرعاً یہ ''ایجاب'' ہوگا اور بعد میں جو

یہ کہے کہ میں نے قبول کیا، تو اس کا نام شرعاً ''قبول'' ہوگا، ہاں! مگر شرط یہ ہے کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہو، اور نکاح متعین وقت کے لئے نہ ہو۔

خلوت کی دعا

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص جب اپنی بیوی سے قریب آنا چاہے (ہمبستری کا ارادہ کرے) تو کہہ لے **بسم اللہ اللھم جنّبنا الشیطان وجنب الشیطان مارزقتنا** ۔ اگر اس صحبت کے نتیجہ میں بچے کی ولادت ہوگی تو شیطان اسکو کچھ بھی نقصان نہیں پہونچا سکے گا۔

مہر

نکاح کرنے اور عورت سے تنہائی حاصل ہوجانے کے صلہ میں جو رقم شوہر کے ذمہ واجب ہوتی ہے اسکو مہر کہتے ہیں۔

شرعاً اسکا ادا کرنا شوہر کے ذمہ لازم وضروری ہے، اگرچہ مہر کا ذکر کئے بغیر بھی نکاح درست ہوجاتا ہے، مگر ایسی صورت میں مہرِ مثل ادا کرنا لازم ہوگا۔

مہر شرعی: کم از کم مہر دس درہم جس کا وزن دو تولہ ۸ ماشہ (۳۰۰.۳۱ گرام) ہوتا ہے زیادہ کی حد نہیں۔

مہر فاطمی: آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کا مہر ۵۰۰ درہم مقرر فرمایا جو بعض علماء کے نزدیک ۱۳۱ تولہ تین ماشہ (ایک کیلو ۵۲۸ گرام) اور بعض علماء کے قول میں ۱۵۰ تولہ چاندی (ایک کیلو ۵۰۷ گرام) ہوتا ہے، اور یہی راجح ہے (فتاوٰی رحیمیہ) اسکو مہر فاطمی کہتے ہیں اور یہی آپ نے اکثر ازواج مطہرات اور دوسری بنات طاہرات کا مقرر فرمایا تھا۔

مہر مثل: لڑکی کے دادیہالی خاندان کی عورتیں جو حسن، مالداری اور زمانہ کے اعتبار سے اس لڑکی کے مماثل ہوں انکا جو مہر مقرر ہوا ہے وہی اس لڑکی کا مہر مثل کہلائے گا، مہر مثل ہی لڑکی کا اصل حق ہوتا ہے، مہر کی ادائیگی کی نیت ہونی چاہیئے بلکہ نقد ادا کردے تو اچھا ہے جو مقدار نقد ادا کی جاتی ہے اسکو معجّل کہتے ہیں اور جس مقدار کے بعد میں ادا کرنے کا وعدہ ہوتا ہے اس کو مؤجل کہتے ہیں۔

طلاق

حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہیکہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

حلال چیزوں میں اللہ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۲۸۳)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہیکہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت سخت پریشانی و مجبوری کے بغیر شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے، اس سے علیحدگی چاہے، اسکو جنت کی خوشبو بھی نہیں ملے گی۔

(مشکوٰۃ ص ۲۸۳)

اگر بہت مجبوری کی صورت پیدا ہو جائے کہ شوہر کا بیوی کے ساتھ نباہ دشوار ہو رہا ہو تو بہت سوچ سمجھ کر پاکی کی حالت میں صرف ایک یا دو مرتبہ طلاق کا لفظ استعمال کرے، تین طلاق دینا سخت گناہ کی بات ہے، ایک یا دو طلاق دینے کی صورت میں عدت کے اندر اگر شوہر کو امید ہوئی کہ اب حالات بہتر ہو سکتے ہیں، اور وہ رجوع کرنا چاہے تو اسکو رجوع کرنے کا حق ہوتا ہے، جسکے لئے صرف زبان سے کہہ دینا کہ میں نے رجوع کیا، کافی ہے۔ اور بہتر ہیکہ دو آدمیوں کے سامنے کہدے، اور اگر رجوع نہیں کیا اور عورت کی عدت پوری ہوگئی تو بھی مرد و عورت کو یہ اختیار حاصل ہیکہ باہمی رضامندی سے ازسرِنو نکاح کرلیں، مگر ایسی مطلقہ عورت کو عدت پوری ہونے کے بعد یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ کسی

دوسرے مرد سے نکاح کرے۔

خاص طور پر یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ تین مرتبہ طلاق کا لفظ استعمال ہرگز ہرگز نہ کریں اسلئے کہ اس کے بعد زن وشو کے تعلق کو قائم کرنے کے لئے حلالہ کی ضرورت ہوگی جس کی قباحت سب کو معلوم ہے، جب ضرورت ہو تو اسکی تفصیل علماء سے دریافت کرنی چاہئے۔

طلاق کی تین قسمیں

طلاق رجعی: صاف لفظوں میں ایک یا دو طلاق دے (سنت یہ ہیکہ ایک پاکی میں ایک، اور دوسری پاکی میں دوسری طلاق دے) طلاق دینے کے بعد اگر پشیمانی ہو تو پھر سے نکاح کرنا ضروری نہیں ہے، بے نکاح کئے بھی اسکو رکھ سکتا ہے (یعنی عدت کے اندر شوہر رجوع کرنا چاہے تو کرسکتا ہے) البتہ اگر مرد طلاق دیکر اسی پر قائم رہا تو جب طلاق کی عدت گذر جائیگی تب نکاح ٹوٹ جائیگا اور عورت جدا ہو جائیگی۔

طلاق بائنہ: طلاق رجعی (جو صاف لفظوں میں ایک یا دو مرتبہ دی گئی ہو) کی عدت گذر جانے کے بعد بائنہ ہو جاتی ہے، اسی طرح صاف صاف لفظوں میں طلاق نہیں دی یا بلکہ اشارہ کنایہ میں طلاق دیا تو ان لفظوں کے کہنے سے اگر طلاق دینے کی نیت تھی تو اس سے بھی طلاق بائن

واقع ہوتی ہے، جس میں نکاح بالکل ٹوٹ جاتا ہے بغیر نکاح کئے اس عورت کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے۔

طلاق مغلظہ: ایک دو طلاق کے بعد تیسری طلاق بھی دیدیا، یا تینوں طلاق ایک ساتھ دیدیا تو اس طلاق کو مغلظہ کہتے ہیں۔

طلاق مغلظہ میں ائمۂ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق بدونِ حلالہ کے اس عورت سے زن وشو کے تعلقات نہیں رکھا سکتا۔

رجوع اور حلالہ وغیرہ کے مسائل کی تفصیل علمائے کرام سے معلوم کر لینی چاہئے۔

میاں بیوی کے باہمی حقوق

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر عورتوں کے پاس سے گزرتے ہوئے ارشاد فرمایا اے عورتو! خدا کی راہ میں صدقہ کرتی رہا کرو، مجھے بتایا اور دکھایا گیا ہے کہ تم میں کا بڑا طبقہ دوزخ میں ہے، عورتوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا یہ اسلئے کہ تم لعن وطعن بہت کرتی ہو، اور شوہر کی ناشکری واحسان فراموشی بہت کرتی ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی مسلمان کو یہ نہ چاہئے کہ وہ اپنی بیوی سے نفرت ودشمنی کا معاملہ رکھے، اگراسے اپنی بیوی کی کوئی ایک عادت ناپسند ہوگی تو اسکی کوئی اورعادت یا ادا پسند بھی تو ہوگی۔(اس پسندیدہ عادت ہی کالحاظ کرے)۔(مشکوٰۃ ص ۲۸۰)

سیدہ صدیقہ عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ حضورِ پرنور ﷺ نے فرمایا، ایمان والوں میں سب سے زیادہ مومنِ کامل وہ ہے جواخلاق وعادات کے لحاظ سے اچھا ہو، اوراپنی بیوی کے حق میں نرم ومہربان ہو۔(مشکوٰۃ ص ۲۸۲)

سیدہ صدیقہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تم میں بہتر وہ شخص ہے جواپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہو اور میں بذاتِ خود اپنے اہلِ بیت کے حق میں بہتر ہوں۔(مشکوٰۃ ص ۲۸۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہیکہ حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کونسی عورت اچھی ہے، آپ ﷺ نے ارشادفرمایا وہ عورت کہ جب اسکا شوہر اسکی طرف دیکھے تو وہ اسکو خوش کردے، شوہر کی جائز باتوں میں اطاعت کرے اوراپنی ذات ومال کو شوہر کی مرضی کے خلاف استعمال

نہ کرے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہیکہ حضور پرنور ﷺ نے ارشادفرمایا تین شخص ایسے ہیں اللہ تعالیٰ جنکی نہ تو نماز قبول فرماتے ہیں نہ ہی کوئی اورنیکی مقبول ہوتی ہے، ایک تو وہ غلام جو آقا کے گھر سے بھاگ نکلا ہو جبتک لوٹ نہ آئے (نماز وغیرہ مقبول نہیں ہوتی) دوسرے وہ عورت جس سے اسکا شوہر (شرعی حدود میں بجا طور پر) ناراض ہو، تیسرے نشہ میں مبتلا شخص جبتک اپنے ہوش میں نہ آجائے۔(مشکوٰۃ ص ۲۸۳)

حضرت انسؓ نقل فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ نے ارشادفرمایا عورت جب پنجوقتہ نماز کی پابندی کرے، اوررمضان شریف کے روزے رکھے، اوراپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے، اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہوگی کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہوجائے۔(مشکوٰۃ ص ۲۸۱)

حضرت حکیم بن معاویہ قشیریؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک بار حضور اقدس ﷺ سے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے کسی کی بیوی کا حق اسکے شوہر پر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ تمہارے ذمہ بیوی کا حق یہ

ہے کہ جو تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ جو تم پہنو تو اسے بھی پہننے کو دو، اسے برا بھلا مت کہو اگر مارنے کی نوبت آجائے تو چہرے پر نہ مارو اور اسکو تنبیہ کرنے کیلئے علیحدہ رہنا چاہو تو اپنے ہی گھر میں علیحدہ رکھو (فوراً اسے میکہ مت بھیج دو)۔ (مشکوٰۃ ص۲۸۱)

زوج پر زوجہ کے حقوق یہ ہیں۔

(۱) حُسنِ خُلق (۲) اسکی ایذا کا حتی الوسع برداشت کرنا (۳) اعتدال کی راہ اختیار کرنا، یعنی نہ بلاوجہ بدگمانی کرے نہ بالکل غافل ہوجائے (۴) خرچ میں بھی اعتدال کو شعار بنانا، یعنی نہ تنگی کرے نہ فضول خرچی کی اجازت دے (۵) احکامِ حیض وغیرہ سیکھ کر اسکو سکھلانا اور نماز و دین کی تاکید رکھنا اور بدعات و منہیات سے منع کرنا (۶) بقدرِ حاجت اس سے ہمبستری کرنا (۷) بدونِ اجازت عزل نہ کرنا (۸) بدونِ ضرورت طلاق نہ دینا (۹) بقدرِ کفایت رہنے کو گھر دینا (۱۰) اسکے محارم و اقارب سے اسکو ملنے دینا، بلاوجہ نہ روکنا (۱۱) جماع وغیرہ کا راز ظاہر نہ کرنا (۱۲) اگر بضرورت مارنے کی حاجت پڑجائے تو اس میں بھی اعتدال کی رعایت کرنا (میں سمجھتا ہوں دریں زمانہ اگر نرمی سے کام چل جائے تو یہی متعین ہے اسی کو اختیار کرنا چاہئے)۔

زوجہ پر زوج کے حقوق یہ ہیں۔

(۱) ہر امر میں اسکی اطاعت کرنا، بشرطیکہ معصیت نہ ہو (۲) اس کی استطاعت سے زیادہ نان و نفقہ طلب نہ کرنا (۳) بدونِ اجازت شوہر کے کسی کو گھر میں آنے نہ دینا (۴) بدونِ اسکی اجازت گھر سے نہ نکلنا (۵) بدونِ اسکی اجازت کے کسی کو کوئی چیز اس کے مال سے نہ دینا (۶) نفل نماز بدون اسکی اجازت کے نہ پڑھنا اور نہ نفل روزہ رکھنا (۷) اگر صحبت کے لئے بلائے بدونِ مانع شرعی کے اس سے انکار نہ کرنا (۸) اپنے خاوند کو بوجہ افلاس یا بدصورتی کے حقیر نہ سمجھنا (۹) اگر کوئی امر خلافِ شرع خاوند میں دیکھے ادب سے منع کرنا (۱۰) اس کا نام لیکر نہ پکارنا (۱۱) کسی کے روبرو خاوند کی شکایت نہ کرنا (۱۲) اس کے روبرو زبان درازی نہ کرنا (۱۳) اس کے اقارب سے تکرار نہ کرنا۔

(امدادالفتاوٰی ص۱۸۶، ج۲)

ف: اگر آج میاں بیوی میں سے ہر ایک، ایک دوسرے کی رعایت کرے اور حقوق کی ادائیگی کا پاس و لحاظ رکھے تو خانگی معاشرہ یقیناً درست و خوشگوار ہوجائیگا، اور اس کا اثر انشاء اللہ اولاد بلکہ پورے خاندان و قبیلہ پر پڑیگا، اسی طرح اگر ہر گھر کا ذمہ دار اپنے گھروں کے

معاشرہ کی اصلاح کی ذمہ داری کا احساس کرلے تو عجب نہیں کہ سارے عالم میں اسکا نیک ثمرہ رونما ہوجائے۔

نوٹ: نکاح اوراسکے بعد ولادت، عقیقہ، ولیمہ وغیرہ کے مسائل واحکام کی معلومات کے لئے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی تصنیف لطیف 'بہشتی زیور' اور اس حقیر کی تصنیف 'تربیتِ اولاد کا اسلامی نظام' کوملاحظہ فرمائیں۔

دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس مختصر رسالہ کو اپنے فضل وکرم سے قبول فرمائیں، اورامت کواس میں لکھے ہوئے مسائل وہدایات پرعمل کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ ربناتقبل منا انک انت السمیع العلیم

محمد قمر الزمان الہٰ آبادی عفی عنہ

۲۰/رجب ۱۴۲۴ھ/۱۸/ستمبر ۲۰۰۳ء

صفحہ ۴۸ کا بقیہ۔

ہومبارک آج عبداللہ یہ شادی تمہیں — ہومبارک عقد یہ اورخانہ آبادی تمہیں

ہے دعا زوجین میں باہم محبت کرعطا — مال میں اولاد میں بھی خیروبرکت کرعطا

ہے سربزم طرب تجھ سے یہ کاملؔ کی دعا

کرلے اپنے فضل سے مقبول اسکو اے خدا

☆شادی کا منظر☆

بتقریب نکاح مولوی محمد عبداللہ قمر الزمان سلطان احمدؒ قاسمی الہ آبادی

ابن شیخ طریقت حضرت مولانا محمد قمر الزمان صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم

از مکرم انصار احمد کاملؔ چائلی الہ آبادی — بتاریخ ۲۷/اکتوبر ۱۹۹۷ء بروز دوشنبہ

ابتدا کرتا ہوں اس کے نام سے جو ہے رحیم — مہرباں بندوں پہ ہے اپنے جو ہے بیحد کریم

آج ہے دوشنبہ ستائیس اکتوبر کی ہے — آج شادی دوستو گویا مہ واختر کی ہے

حضرت، قمر الزماںؔ کے صحن گلشن میں بہار — رقص کرتی لے کے آئی رحمت پروردگار

غنچہ وگل باغ سلطاںؔ کا تبسم ریز ہے — گلستاں کا گوشہ گوشہ مشک وعنبر بیز ہے

آج عبداللہؔ کا فضل خدا سے ہے نکاح — کھل گیا ہے آج سے انکے لئے باب فلاح

اورنسیمہؔ بی نسیم صبح بن کرآئے گی — اپنے وہ ہمراہ جنت کی بہاریں لائے گی

مادر مشفق سر محفل سے ہے مصروف دعا — اے خدا اس عقد میں تو خیروبرکت کرعطا

ہیں دعا گو دل سے مقبولؔ وسعیدؔ باتمیز — پیش کرتے ہیں مبارک باد محبوبؔ وعزیزؔ

ہیں عبیداللہؔ اس کے بعد اب امیدوار — ساعت مسعود کب آئے ہے اسکا انتظار

شاد ہیں مسرور ہیں صدیقہؔ بی اور عائشہؔ — نغمہ سنجی کرتی ہیں مسعودہؔ بی اور آمنہؔ

مولوی ساجدؔ میاں انصار احمدؔ اور فہیمؔ — ہیں دعا گو ان کے حق میں سب بدرگاہ کریم

محترم بدر الزماںؔ بھی شاد ہیں مسرور ہیں — آج اس محفل میں گویا بے پئے مخمور ہیں

پڑتا ہے جس دم زمانیہ میں نوشہ کا قدم — خانۂ مختارؔ گویا بن گیا رشک ارم

ہورہا ہے عقد سنت کے مطابق جو یہاں — مصلح امتؒ کا سمجھو اس کو فیض بیکراں

سرور عالم کی سنت درحقیقت ہے نکاح — سنت خیر الوریٰ میں ہے نہاں سبکی فلاح

باقی صفحہ ۴۷ پر